نقش آغاز

14 اگست جشن آزادی یا شیون بربادی؟

یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں

جب سے مملکت خداداد پاکستان ایک طویل اور تاریخی جدوجہد کے بعد معرض وجود میں آئی ہے۔ ہر سال 14 اگست کوملک میں یوم آزادی پورے تزک و احتشام اور مکمل حشر سامانیوں کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ سرکاری ذرائع ابلاغ ریڈیو ٹی وی اخبارات اور میڈیا پر اس کی مکمل تشہیر کی جاتی ہے۔ اور گویا یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم نے ہفت خواں سر کئے ہیں۔ اور وہ وعدے پورے کر چکے ہیں۔ جن کے لئے لاکھوں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا تھا۔ اور گویا گذشتہ سال کی بہ نسبت ہماری معاشی اور اقتصادی ترقی اتنی فیصد زیادہ ہوگئی ہے۔ اور ملک دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتے ہوئے کامیابی و کامرانی اور اصلاح و فلاح کے منازل بڑی تیزی سے طے کر رہا ہے لیکن حقیقتہ تصویر کا دوسرا رخ انتہائی بھیانک ہے۔ اور اصلی صورتحال اس کے بالکل برعکس ہے۔ ابھی پاکستان نے ربع یا پون صدی کا سفر بھی پورا نہیں کیا تھا۔ کہ ملک دولخت ہوگیا۔ اور باقی ماندہ پاکستان مختلف طالع آزماؤں اور نااہل سیاست دانوں کے لئے تختہ مشق ستم بنا رہا۔ دیگر اقوام و ملل کے مقابلہ میں ہم رجعت قہقری اور ترقی معکوس (Rewers Gear) کرتے رہے۔ آج اگر ہم ان اقوام سے موازنہ کریں۔ جو کہ ہمارے ساتھ یا ہم سے ایک دو سال قبل یا بعد آزاد ہوئے ہیں تو ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ دشمن اسرائیل کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ جاپان انڈیا اور چین کے حالات ہمارے دیدۂ عبرت وا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ ایک غیور و باہمت اور حساس قوم یہ کبھی برداشت نہیں کرسکتی۔ کہ وہ اپنے معاون سے کسی شعبہ زندگی میں کمتر ہوں۔ ان حالات میں کیا ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو آزاد کہیں۔ جبکہ پوری قوم اور پورا ملک امریکہ کی گروی اور آئی ایم ایف کا مقروض ہے۔

آج ان انچاس سالوں میں ان ضمیر فروش بدبخت و بدباطن بد اطوار اور بدکردار حکمرانوں کی وجہ سے ہم ذلت و رسوائی اور پستی کے اوج ثریا پر پہنچ گئے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اب جبکہ ہم زیرو پوائنٹ پر کھڑے ہیں۔ تو ایسی روح فرسا اور اندوہناک صورتحال میں کیا ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ ہم جشن منائیں۔ حالانکہ ملکی اور ملی حالت اس جاں بلب مریض کی سی ہے۔ جس کو انتہائی نگہداشت اور فوری دوا دارو کی ضرورت ہے اور لوگ اس کی بجائے اس کے اس کے سرہانے بینڈ باجے اور خوشیاں مناتے رہیں۔

27 رمضان المبارک پر جبکہ سن ہجری کے حساب سے پاکستان کے پچاس سال مکمل ہوتے ہیں ہم نے الحق کے صفحات پر جو معروضات پیش کئے تھے حکمرانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لئے اور موجودہ حالات و واقعات کے تناظر اور ضرورت کے پیش نظر ہم اسے دوبارہ نذر قارئین کر رہے ہیں۔ کیونکہ

؎ من قاش فروشِ دل صد پارۂ خویشم

"مملکت خداداد پاکستان جن امیدوں، آرزوؤں، تمناؤں اور پرفریب وعدوں کے پس منظر میں قائم ہوئی تھی اس سے ہر کوئی واقف ہے کہ اس کے لئے کلمہ کو استعمال کیا گیا یعنی پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ یہ وہ جذباتی نعرہ ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کا عقیدہ منسلک ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت نے اس نعرے پر لبیک کہتے ہوئے اسے پاکستان کے حصول کے لئے اساس بنایا گو کہ وہ لوگ جو کہ اپنی بصیرت کی بناء ایک علیحدہ وطن کے فلسفہ سے اختلاف رکھتے تھے مگر۔ اس نعرہ اور لا الہ الا اللہ کے سامنے مسلمانان برصغیر پروانہ وار جمع ہوئے اور انہوں نے صرف اسی خاطر عظیم الشان قربانیاں دیں کہ اس نئے ملک میں اسلامی قانون، نظام خلافت راشدہ اور قرآنی دستور حیات کا بول بالا ہوگا۔ بہرحال یہ ایک طویل داستان ہے اوراس کے لئے تحریک پاکستان اور تحریک استخلاص وطن کے متعلق مواد کا مطالعہ ضروری ہے مگر بدقسمتی سے جب اس طویل جدوجہد کے بعد پاکستان بنا اور مسلمانان برصغیر نے آگ اور خون کا دریا عبور کیا اور ان کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہ رہا کہ ان کی قربانیاں رنگ لائیں گی اب تو یہ لوگ اپنی جہاد کی برآوری پر سرشار تھے کہ ہم لیلائے مقصود سے بغلگیر ہوں گے مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

پاکستان بن گیا مگر نہ اس کا نظام خلافت راشدہ کے موافق نہ اس کا قانون قانون اسلام سے ہم آہنگ نہ اس کا دستور قرآنی دستور حیات بلکہ جو ملک مقدس کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اس نعرہ کے اٹھانے والے اپنی بات سے مکر گئے اور انہوں نے کہنا شروع کیا کہ پاکستان کا مطلب کیا یہ چند جذباتی چھوکروں کا نعرہ تھا ورنہ ہم تو مسلمانوں کے لئے ایک ایسی مملکت بنانا چاہتے تھے جہاں وہ

معاشی اور اقتصادی طور پر آزاد ہوں انا للہ وانا الیہ راجعون

ہم ازل سے سنتے آئے تھے بہت تعریف پر
آکہ جب دنیا میں دیکھا تو یہاں کچھ بھی نہیں

یہاں پر وقتاً فوقتاً نااہل ' ناخدا اشناس پروردہ مغرب اور طالع آزما سیاستدان سریر آرائے مسند حکومت رہے اور انہوں نے ملی تشخص اور دینی حمیت کا جنازہ اٹھایا یہاں تک کہ تیس سال بعد ملک دولخت ہوا اور اسلامی تاریخ کا بدترین واقعہ پیش آیا کہ پاکستان کا ایک بازو کٹ گیا اور ایک لاکھ کے قریب مسلمانوں کی فوج ہزیمت کا تمغہ سجا کر ہندو سورماؤں کی جیلوں میں چلی گئی۔ مسلمانان پاکستان کو یہ روز بد بھی دیکھنا تھا یہ ان شہیدوں ' سرفروشوں اور جاں سپاروں کے خون سے غداری کا صلہ ہے جو اس قوم نے ان کے ساتھ کیا چاہئے تو یہ تھا کہ اس عظیم حادثہ کے بعد اس قوم کی چشم غیرت و عبرت وا ہوتی اور وہ اس سے سبق حاصل کرتے کہ یہ ایک تازیانہ ہے۔ اب بھی سمجھنے کا وقت ہے ورنہ پھر

تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

لیکن جس قوم کا مزاج اور خمیر ہی فاسد ہو چکا ہے اس کے لئے ہزار ہا تازیانہ ہائے عبرت بھی بے سود ہیں۔ اب جبکہ ہماری مملکت کی عمر نصف صدی تک بیت چکی ہے ہمیں بجائے اس کے کہ جشن منائیں ' رقص و سرود کی محفلیں سجائیں اور لہو و لعب کے سامان آراستہ کریں ' زندہ قوموں کی طرح اپنا احتساب اور محاسبہ کرنا چاہئے کہ اس طویل عرصہ میں ہم کہاں کھڑے ہیں ؟

اب کس مقام پر ہوں کہاں سے چلا تھا میں

ہم نے کیا پایا ' کیا کھویا ' کیا کہا اور کیا کیا ملک و ملت کی حقیقی فلاح کے لئے اس عرصہ میں ہم کن راہوں پر گامزن ہوئے اور قوم و ملک کی تشکیل و تعمیر ہم نے کن خطوط اور بنیادوں پر اٹھائی کیا اس عرصہ دراز میں ہم نے اپنا مقصد آزادی اپنا منشور اور نصب العین حاصل کیا ہے اور کیا ہم حضرت اقبال کے توقعات پر پورے اترے ہیں۔ اور کیا مملکت پاکستان کا موجودہ نقشہ ' آپ کی خواب کی تعبیر ہے اور کیا ان پچاس سالوں میں پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کا وعدہ پورا کر دیا گیا ہے اور کیا دو قومی نظریہ کی بنیاد پر ہی تقسیم ہونے والا مقصد آزادی حاصل کر لیا گیا ہے اور کیا اسی طرح اس ملک میں نظام مصطفیٰ کا عملی نفاذ ہو چکا ہے اور آیا قائداعظم نے جو قرآن کو اٹھا کر یہ اعلان کیا تھا کہ یہ ہمارا دستور ہے کیا ان تمام سوالات کا جواب آج کسی کے پاس ہے ؟

لیکن آج ہم جبکہ اپنی اسی مملکت خداداد پاکستان کی روح فرسا اور دگرگوں حالات دیکھتے ہیں تو کلیجہ پھٹتا

جا رہا ہے آج اس ملک کو جو کہ شریعت مطہرہ اور دین کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اس کو ایک لادینی اور سیکولر سٹیٹ میں تبدیل کرنے کی تیاریاں عروج پر ہیں اور دینی مدارس ' شعائر اسلام اور اسلامی تشخص کو ملیامیٹ کرنے کی کوششیں جاری ہیں لیکن زنہار ہم یہ بات آج ان لوگوں پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ ملک علماء اور شمع دین پر مرمٹنے والوں نے آگ اور خون کے دریا کو عبور کر کے حاصل کیا ہے۔ یہ ملک انشاء اللہ اسلامی انقلاب کا گہوارہ بنے گا اور صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ ثابت ہو گا۔"

آج 14 اگست 1996ء ہے۔ ہم اپنے پیارے وطن کی جشن آزادی منائیں تو کیسے کیوں اور کس لئے؟ ہر طرف محافل طرب ساز و ترنگ پھریرے قمقمے چراغاں اور میلوں ٹیلوں کا سماں کیوں ہے آج تو یوم احتساب اور اپنی حالت پر نالہ وشیون کا دن ہے۔ کیونکہ ہم اپنی ہی غفلت اور بربادی کی بنا پر سارے میدانوں میں تمام جہان سے پیچھے رہ گئے ہیں۔

؎ یک لحہ غافل بودم و صد سالہ راھم دور شد

عین 14 اگست کو یوم آزادی کے موقع پر ملک بھر میں جو خون ک ہولی کھیلی گئی اور بدامنی' لاقانونیت اور دہشت گردی کے جو دلخراش واقعات اور سانحات پیش آئے۔ ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ اور حکمرانوں انتظامیہ اور اہل وطن کو اس خون میں تربتر جشن آزادی پر "ھدیہ تبریک" پیش کرتے ہیں۔ اور "شب گزیدہ سحر" کی گود میں فرزندان وطن کی لاشوں کے پشتے اور اس دا داغ اجالے میں جشن چراغاں مبارک ہو۔

قارئین کرام! اگرچہ ہمیں خبر ہے کہ ہمارے یہ نالہ ہائے نارسا اقتدار کے نشہ میں بدمست حکمرانوں کے درو دیوار کو عبور نہ کرسکیں۔ اوران کے قلوب جو کہ کالحجارۃ اواشد قسوۃ ہیں کو شاید موم نہ کرسکیں۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ یہ نالہ ہائے بے باک پاکستان کے پندہ کروڑ غیور جسور عوام کی صدائے دردناک بن کر خداوند علیم وخبیر کے حضور بام قبولیت کو چھو سکے گی انشاء اللہ العزیز۔

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء الایہ

لہ دعوۃ الحق

حافظ راشد الحق سمیع